السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا صحیح العقیدہ مسلمانوں کا اہل بدعت اور گمراہوں سے مباہلہ کرنا جائز ہے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَن حاجَّكَ فيهِ مِن بَعدِ ما جاءَكَ مِنَ العِلمِ فَقُل تَعالَوا نَدعُ أَبناءَنا وَأَبناءَكُم وَنِساءَنا وَنِساءَكُم وَأَنفُسَنا وَأَنفُسَكُم ثُمَّ نَبتَهِل فَنَجعَل لَعنَتَ اللَّهِ عَلَى الكٰذِبينَ ٦١ ... سورة آل عمران

پھر آپ کے پاس علم آجانے کے بعد جو شخص جھگڑا کرے تو کہہ دیں: آؤ! ہم اپنے بیٹے بلائیں اور تم اپنے ہم اپنی عورتیں بلائیں اور تم اپنی اور ہم اپنے اشخاص بلائیں اور تم اپنے اشخاص بلاؤ پھر ہم مباہلہ کریں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (آل عمران 61)

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران سے دو عیسائی عاقب اور سید آئے تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مباہلہ کریں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: مباہلہ نہ کرنا اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوا تو ہم مباہلے کے بعد کبھی فلاح میں نہیں رہیں گے۔ اور نہ ہماری نسل باقی رہے گی۔ (دیکھئے صحیح بخاری 4380 ملخصاً)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر وہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لیے باہر نکلتے تو واپسی پر اپنے گھر والوں اور مال میں سے کچھ بھی نہ پاتے یعنی سب کچھ تباہ ہو جاتا: (تفسیر عبدالرزاق 1/129 ح 411 وسندہ صحیح تفسیر ابن جریر الطبری ج 3 ص 212 وسندہ صحیح) (نیز دیکھئے مسند الامام احمد 1/248 ح 2225)

مشہور ثقہ تابعی قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے پتا چلا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجران (کے عیسائیوں) سے مباہلہ کرنے کے لیے نکلے پھر جب انھوں (عیسائیوں) نے آپ کو دیکھا تو ڈر گئے پھر وہ (عیسائی مباہلے کے بغیر ہی) واپس چلے گئے۔

(تفسیر عبدالرزاق 1/129 ح 209 وسندہ صحیح تفسیر طبری 3/212 وسندہ صحیح)

اس آیت کی تشریح میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سیدنا) علی (بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (سیدہ) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (سیدنا) حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور (سیدنا) حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کو بلایا اور فرمایا:

(اللهم هؤلاء أهلي" "اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں" (صحیح مسلم: 2404 دارالسلام: 6220"

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ اگر ضرورت شرعیہ ہو تو صحیح العقیدہ (اور قابل اعتماد صالح) مسلمانوں کا کفار کے خلاف مباہلہ کرنا جائز ہے۔

مباہلہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دو فریقوں کا باہم جمع ہو کر اللہ سے دعا کرنا کہ اے اللہ! جو ناحق پر اور جھوٹا ہے، اسے ہلاک کردے تباہ برباد کردے۔ اس پر لعنت بھیج۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّما يُريدُ اللَّهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ أَهلَ البَيتِ ... ٣٣ ... سورة الاحزاب

(اللہ تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ اے اہل بیت! تم سے پلیدی کو دور کردے" (الاحزاب: 33"

اس کی تشریح میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"نَزَلَت فِي نِساءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ خاصَّة"

: یہ (آیت) خاص طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس روایت کے راوی مشہور ثقہ تابعی عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا"

"مَن شاءَ باہَلتُہُ اَنہا نزلت فی شاَنِ نِساءِ النِّبیِ صَلَی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَمَ"

کو چاہے میں مباہلہ کرنے کےلیے تیار ہوں کہ یہ (آیت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج (بیویوں) کے بارے میں نازل ہوئی۔

تفسیر ابن ابی حاتم بحوالہ تفسیر ابن کثیر5/169۔170۔وسندہ حسن دوسرا نسخہ11/153تاریخ دمشق لا بن عساکر73/111وسندہ حسن ترجمہ اُم المومنین اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ملۃ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قلت:وفی تاریخ دمشق"زید النحوی"والصواب:یزید النحوی)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اگر شرعی ضرورت ہو تو صحیح العقیدہ اور صالح و قابل اعتماد مسلمان یا مسلمانوں کا اہل بدعت یا گمراہوں اور کفار کے خلاف مباہلہ کرنا جائز ہے لیکن یاد رہے کہ صرف نبی کا مباہلہ ایسا ہے کہ مقابلے میں آنے والے ہر شخص کی تباہی و بربادی یقینی ہے،جبکہ اُمتیوں کے مباہلے میں یہ بات نہیں ہوتی لہٰذا بہتر ہے کہ مباہلہ نہ کیا جائے۔

محدث برہان الدین البقاعی نے لکھا ہے:ہمارے استاذ حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ابنا لامین نامی ایک شخص سے ابن عربی کے بارے میں مباہلہ ہوا۔اس آدمی نے کہا:اے اللہ!اگر ابن عربی گمراہی پر ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما۔حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:اے اللہ!اگر ابن عربی ہدایت پر ہے تو تُو مجھ پر لعنت فرما:وہ شخص اس مباہلے کے چند مہینے بعد رات کو اندھا ہو کر مر گیا۔یہ واقعہ797ھ کو ذوالقعدہ میں ہوا تھا اور مباہلہ(تقریباً دو مہینے پہلے)رمضان میں ہوا تھا۔(تنبیہ الغبی ص136۔137علمی مقالات ج2ص470۔471

خلاصۃ التحقیق:

حتی الوسع مباہلہ سے گریز کرنا چاہیے اور فقہی و اجتہادی مسائل کی وجہ سے مسلمانوں کا آپس میں مباہلہ کرنا جائز نہیں ہے۔بلکہ دلائل کے ساتھ فریق مخالف کو سمجھانا چاہیے اور اگر اشد ضرورت ہو تو پھر کفر و اسلام کے اختلاف اور صریح و اجماعی اور سلف صالحین کے متفقہ عقیدے پر صحیح العقیدہ نیک سمجھدار اشخاص کٹر مبتدعین اور گمراہوں کے خلاف مباہلہ کرسکتے ہیں لیکن یاد رہے کہ قطعی نتیجہ صرف نبی کے مباہلے کا ہی تھا باقی اُمتیوں کے مباہلے کا نتیجہ اور انجام یقینی معلوم نہیں ہے۔واللہ اعلم۔(8/دسمبر 2009)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد3۔متفرق مسائل-صفحہ274

محدث فتویٰ